



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰیكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ



کتاب و ضابطے خیر خورشیدوار بوق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

دیوبندیوں کی کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ کے سربراہ
ضیاء الرحمن فاروقی دیوبندی کے ایک جھوٹ کی

”نقاب کشائی“

از قلم : میثم عباس رضوی

ناشر : پاسبان اہلسنت و جماعت

دیوبندیوں کی خباثت کا ایک اور

سنسنی خیز انکشاف آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حقائق سے پردہ اٹھتا ہے

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

سربراہ سپاہِ صحابہ

ضیاء الرحمن فاروقی دیوبندی کے ایک جھوٹ کی

نقاب کشائی

دیوبندیوں کی خباثت کا ایک اور سنسنی خیز انکشاف

آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

رشحاتِ قلم میثم عباس رضوی

الاسلام

امام اہلسنت امام احمد محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
بارے میں پھیلانے والے مغالطوں کا رد و تبلیغ

نقاب کشائی

تالیف۔

مولانا شہزاد احمد نقشبندی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : نقاب کشائی
مؤلف : مولانا شہزاد احمد نقشبندی
سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۳۱ھ / فروری ۲۰۱۰ء
تعداد اشاعت : ۲۸۰۰
ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

حضور سید عالم ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک امت مسلمہ مذہب
اہلسنت و جماعت پر کار بند رہی ہے، لیکن اس خطہ برصغیر پاک و ہند میں انگریز کے آتے ہی اس کے بل
بوتے پر فرقہ و بابیہ کا پرچار شروع ہوا جس نے تمام اکابرین اسلام کی خدمات کو مشکوک بنانے کی بھی
کوشش کیا اور ان کے عقائد و نظریات کو شرکیہ قرار دے کر گویا پوری امت کو مشرک قرار دے دیا، حتیٰ کہ
انہوں نے حضور ﷺ کی توہین و تنقیص میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی جس پر ان کی کتب تقویۃ الایمان،
صراط مستقیم کی عبارات شاہد ہیں، جیسے ہی کہیں سے ان کو عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کی خوشبو
محسوس ہوتی ہے فوراً تقریر و تحریر سے اس کے خلاف رد کے لئے کمر بستہ ہو جاتے ہیں، اسی طرح انہوں
نے ہم اہلسنت و جماعت کے مقتدا، امام احمد رضا محدث بریلوی پر بھی طرح طرح کی الزام تراشیاں
کیں اور ان کے بارے میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

مؤلف نے اس کتاب میں وہابیہ کی ان غلط باتوں کا جواب دینے کی بھرپور کوشش کی ہے جو انہوں
نے امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی کی طرف منسوب کی ہیں۔ جمعیت اشاعت اہلسنت اس
عوام کے لئے مفید جانتے ہوئے اپنے مفت سلسلہ اشاعت کے 190 نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ
تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔

محمد عرفان المانی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	کیا امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شرفعلی تھانوی ہم سبق تھے؟	6
۲۔	امام احمد رضا کا یوم ولادت	6
۳۔	شرفعلی تھانوی کا یوم پیدائش	7
۴۔	امام احمد رضا کا حصول علم	7
۵۔	شرفعلی تھانوی کا حصول علم	7
۶۔	امام احمد رضا کے اساتذہ	8
۷۔	شرفعلی تھانوی کے اساتذہ	9
۸۔	جس وقت امام احمد رضا مفتی بن چکے تھے اُس وقت شرفعلی تھانوی کی عمر	9
۹۔	جس وقت شرفعلی تھانوی ایک عام مولوی بن چکا تھا اُس وقت امام احمد رضا کا علمی مقام	9
۱۰۔	جس وقت امام احمد رضا مسند افتاء پر فائز ہو چکے تھے اُس وقت شرفعلی تھانوی کی حرکتیں	10
۱۱۔	کیا امام احمد رضا نے بریلی میں تکفیر کی مشین لگا رکھی تھی؟	15
۱۲۔	عبدالرزاق بلخ آبادی کی ہرزہ سرائی	15
۱۳۔	اسماعیل دہلوی "تقویۃ الایمان" کی زد میں	15
۱۴۔	خاندان ولی اللہی کا فرد ہونا اسماعیل دہلوی کے لئے نافع نہیں	16
۱۵۔	حسین احمد نذوی کا الزام	17
۱۶۔	عبداللہ لکھنوی کا الزام	17
۱۷۔	"تقویۃ الایمان" مسلمانوں کو لڑانے کے لئے لکھی گئی	17
۱۸۔	رئیس احمد جعفری کی علمی خیانت	18
۱۹۔	"تخذیر الناس" کی پہلی متنازعہ عبارت	19

۲۰۔	"تخذیر الناس" کی موافقت سوائے عبدالحی کے کسی نے نہیں کی	20
۲۱۔	"تخذیر الناس" اور مرزا یوں کے عقائد میں موافقت	20
۲۲۔	ضروریات دین میں تاویل کا حکم	21
۲۳۔	تاویل کی قسمیں	21
۲۴۔	ضروریات دین کے منکر کا حکم	21
۲۵۔	"خاتم النبیین" کا معنی آخری نبی ہونے پر امت کا اجماع ہے	22
۲۶۔	"تخذیر الناس" کی دوسری متنازعہ عبارت	22
۲۷۔	"تخذیر الناس" کی تیسری متنازعہ عبارت	22
۲۸۔	مرزا یوں کا عقیدہ	23
۲۹۔	"تخذیر الناس" کی چوتھی متنازعہ عبارت	23
۳۰۔	دیوبندیوں کا ایک الزام اور اُس کا جواب	23
۳۱۔	براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت	24
۳۲۔	"حفظ الایمان" کی کفریہ عبارت	25
۳۳۔	تھانوی کے وکلاء کی فاسد تاویلیں	26
۳۴۔	تھانوی کے تحریر پر مبنی	27
۳۵۔	ایک مغالطہ اور اُس کا رد	28
۳۶۔	کلمہ کفر کہنے والے کے قصد و ارادہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا	28
۳۷۔	صریح کفر کے مرتکب کا حکم	28
۳۸۔	اکابرین دیوبند کی کفریہ عبارات پر اطلاع کے بعد اُن کی تکفیر فرض تھی	29
۳۹۔	رسول اللہ ﷺ پر سب و شتم اور تنقیص کرنے والے کا حکم	30
۴۰۔	گمراہ عقیدہ والے کی تحسین کرنے والے کا حکم	30
۴۱۔	علمائے امت پر فرض ہے کہ وہ شرعاً کافر پر کفر کا حکم لگائیں	31
۴۲۔	اعلیٰ حضرت تکفیر کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے	31
۴۳۔	اعلیٰ حضرت پر عبدالحی لکھنوی کا ایک اور الزام اور اس کا جواب	32
۴۴۔	مدعی لاکھ پہ بھاری ہی گواہی تیری	33

- ۳۵۔ علمائے دیوبند کے تکفیری ہم
- ۳۶۔ کیا امام احمد رضا نے بدعات کو فروغ دیا ہے؟
- ۳۷۔ سجدہ تعظیمی
- ۳۸۔ مزار کا طواف
- ۳۹۔ میت کے گھر دعوت
- ۴۰۔ بلند آواز سے قرآن کی تلاوت
- ۴۱۔ جوتا پہنے ہوئے کھانا کھانے کا حکم
- ۴۱۔ درود شریف کی جگہ مہمل الفاظ لکھنا
- ۴۲۔ بچے کے سر پر کسی ولی کے نام کی چوٹی رکھنا
- ۴۲۔ قبر پر عود دلو بان ساگانا
- ۴۲۔ قبر پر چراغ جلانا
- ۴۲۔ قبر پر نماز پڑھنا
- ۴۲۔ نکاح کے وقت ڈھول باجے کا حکم
- ۴۳۔ تعزیہ کا حکم
- ۴۴۔ محرم کو روٹیاں اٹھانا یہود و رسم ہے
- ۴۴۔ اذان میں اضافہ کا حکم
- ۴۵۔ بزرگان دین کی تصاویر کا حکم
- ۴۵۔ مزارات پر غورتوں کی حاضری
- ۴۶۔ ایام و بامیں بکرے کی کھال دفن کرنا
- ۴۶۔ مردے کے ساتھ مٹھائی لے جانا
- ۴۷۔ پیر سے پردہ اور بے پردہ بیعت کا حکم
- ۴۷۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ الَّذِينَ يُعَارِضُونَ مُعَانِدِيهِ. اَمَّا بَعْدُ

کیا امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شرعی تھانوی ہم سبق تھے؟

آج کل دیوبندی حضرات سیدھے سادے لوگوں میں بڑے زور و شور سے یہ پروپیگنڈہ پھیلانے میں مصروف ہیں کہ دیوبندیوں اور بریلویوں (یعنی اہل سنت و جماعت) کے درمیان بنیادی طور پر تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے بلکہ بریلویوں کے امام احمد رضا اور ہمارے حکیم الامت شرعی تھانوی بچپن میں ایک ساتھ مدرسہ دیوبند میں پڑھتے تھے، دونوں کے استاد ایک ہی تھے اور دونوں ہم سبق بھی تھے۔ ہوا یوں کہ دونوں کا کسی بات پر آپس میں جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں بریلویوں کے امام احمد رضا مدرسہ دیوبند چھوڑ کر بریلی چلے آئے اور وہاں اپنا مدرسہ کھول لیا اور علمائے دیوبند کی تکفیر شروع کر دی۔ دیوبندیوں کے اس پروپیگنڈے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ اُن کفریہ عبارات سے ہٹائی جائے جو اُن کے اکابرین نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اور ان کو یہ بات باور کرائی جائے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے اکابرین کی جو تکفیر کی ہے وہ ذاتی دشمنی کی بنا پر کی ہے۔ لیکن دیوبندی حضرات شاید یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ درج ذیل سطور میں اُن کے اسی پروپیگنڈے کا پول کھولا گیا ہے تاکہ آئندہ اُن لوگوں کو اس طرح کا جھوٹ بولنے کی جرأت نہ ہو۔

امام احمد رضا کا یوم ولادت

اعلیٰ حضرت کی ولادت ۱۰ اشوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۳ جون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمیت کو ہوئی۔ (مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۴ حامداً ایڈٹ کمپنی لاہور)

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، 'ولادت باسعادت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد مانتہ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب کی آپ کے شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں، کہ پہلے وہی آپ کا آبائی مکان اور حضرت جد امجد

مولانا شاہ رضا علی خان صاحب قدس سرہ کا قیام تھا، ۱۰ اشوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء موافق ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمیت کو ہوئی۔“ (ظفر الدین بہاری، مولانا:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۱۰۲ کشمیر انٹرنیشنل پبلیکیشنز لاہور)

شرعی تھانوی کا یوم پیدائش

شرعی تھانوی کی پیدائش ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو چار شنبہ کے دن بوقت صبح صادق ہوئی۔

(عزیز الحسن مجذوب، مولوی اشرف السوانح جلد اول صفحہ ۴۵ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

امام احمد رضا کا حصول علم

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ”جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے حضور فارغ ہوئے، تو تمام درسیات کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا مولوی نقی علی خان صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۷ھ سے تمام فرمائی اور تیرہ سال دس مہینہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغ پایا۔“ (حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۱۱۴)

شرعی تھانوی کا حصول علم

حضرت والا نے قرآن شریف زیادہ تر حافظ حسین علی صاحب مرحوم سے حفظ کیا جو دہلی کے باشندہ تھے۔ بالکل ابتدائی فارسی میرٹھ میں مختلف استادوں سے پڑھی تھی لیکن وہاں کے استادوں کے اب نام بھی یاد نہیں رہے۔ پھر تھانہ بھون میں فارسی کی متوسطات حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھیں اور انتہائی کتب ابو الفضل تک اپنے ماموں واجد علی صاحب سے پڑھیں جو ادب فارسی کے استاد کامل تھے پھر تحصیل عربی کے لئے دیوبند تشریف لے گئے وہاں بقیہ کتب فارسی مولانا منفعت علی صاحب دیوبندی سے پڑھیں۔ یعنی پنج رقعہ، قصائد عربی اور سکندر نامہ۔

(اشرف السوانح جلد اول صفحہ ۵۶)

عربی کی پوری تکمیل دیوبند ہی میں فرمائی اور صرف ۱۹ یا ۲۰ سال ہی کی عمر میں بفضلہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔ مدرسہ دیوبند میں قریباً پانچ سال بسلسلہ طالب علمی رہنا ہوا۔ آخر ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں وہاں داخل ہوئے اور شروع ۱۳۰۱ھ میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ عربی کی

ابتدائی کتابیں اپنے وطن تھانہ بھون میں حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھیں اور دیوبند پہنچ کر ”مشکوٰۃ شریف“، ”مختصر المعانی“، ”نور الانوار“ اور ”ملاحسن“ شروع کی تھیں۔ (اشرف

السوانح جلد اول صفحہ ۵۷)

امام احمد رضا کے اساتذہ

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ”اعلیٰ حضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے۔ حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے علاوہ پنجتن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوس قدسیہ ہیں۔ (۱) اعلیٰ حضرت کے وہ استاد جنہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ (۲) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳) جناب مولانا عبدالعلی صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) حضرت سلالہ خاندان برکاتیہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس اللہ سرہ العزیز۔ (۵) اور والد ماجد۔ پیر و مرشد قدس سرہ اسرارہم کو شامل کر کے چھ نفوس قدسیہ ہوتے ہیں۔ ان چھ حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوئے ادب نہ نہیں کیا۔ مگر خداوند عالم نے محض اپنے فضل و کرم اور آپ کی محنت و خداداد ذہانت کی وجہ سے اتنے علوم و فنون کا جامع بنایا کہ پچاس فنون میں حضور نے تصنیفات فرمائیں۔“ (حیات اعلیٰ

حضرت جلد اول صفحہ ۱۱۵)

اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل ۲۲ علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ سے حاصل کئے، ”علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ، جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تفسیر، ہیئت، حساب، ہندسہ“ حضرت شاہ آل رسول (۱۲۹۷ھ-۱۸۷۹ء) شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (۱۲۹۹ھ-۱۸۸۱ء) شیخ عبدالرحمن مکی (۱۳۰۱ھ-۱۸۸۳ء) شیخ حسین بن صالح مکی (۱۳۰۲ھ-۱۸۸۴ء) شیخ ابوالحسین احمد النوری (۱۳۴۲ھ-۱۹۰۶ء) علیہم الرحمۃ سے بھی استفادہ کیا اور مندرجہ ذیل دس علوم و فنون حاصل کئے، ”قرأت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب۔“ مندرجہ ذیل ۱۴ علوم و فنون ذاتی مطالعے اور بصیرت سے حاصل کئے، ”ارٹھاطیق، جبر و مقابلہ، حساب سنی، لوگازعات، توقیت، مناظر و مرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح،

بیئت جریده، مربعات، جفر، زائر چہ۔“ اس کے علاوہ نظم و نثر فارسی، نظم و نثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱)

شرعی تھانوی کے اساتذہ

(۱) حافظ حسین علی صاحب دہلوی (۲) مولانا فتح محمد صاحب (۳) اشرفی تھانوی کے ماموں واجد علی (۴) مولانا منفعت علی دیوبندی۔ (العرف السواتح جلد اول صفحہ ۵۷، ۵۸)

جس وقت امام احمد رضا مفتی بن چکے تھے اُس وقت شرعی تھانوی کی عمر

اعلیٰ حضرت ۱۲۸۶ھ کو مسند افتاء پر فائز ہوئے اُس وقت آپ کی عمر چودہ (۱۴) سال تھی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلا فتویٰ جو دیا تھا ملاحظہ فرمائیے،

”منہ یانا ک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا، حرمتِ رضاعت لائے گا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصبِ افتاء عطا ہوا۔ اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۸۶ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمیت کو ہوئی تو منصبِ افتاء ملنے کے وقت فقیر کی عمر تیرہ برس دس مہینہ چار دن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جا رہی ہے والحمد للہ۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۴)

شرعی تھانوی کی پیدائش ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو ہوئی اور اعلیٰ حضرت ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو مسندِ افتاء پر فائز ہو چکے تھے، اُس وقت شرعی تھانوی کی عمر ۶ سال تھی۔ کیا یہ ۶ سال کا شرعی تھانوی اعلیٰ حضرت کا ہم عمر اور ہم سبق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اس عمر کا بچہ ایک مفتی سے لڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر لڑے گا تو پھر جو انجام ہوگا اُس کا بھی اندازہ کر لیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت صرف مفتی ہی نہیں تھے، پٹھانوں کے قبیلہ بڑیچ سے آپ کا تعلق بھی تھا۔

جس وقت شرعی تھانوی ایک عام مولوی بن چکا تھا اُس وقت امام احمد رضا کا علمی مقام

جس وقت شرعی تھانوی ۱۳۱۰ھ کو ایک عام مولوی بن کر مدرسہ سے فارغ ہوا تھا اُس وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسندِ افتاء پر فائز ہوئے پندرہ (۱۵) سال ہو چکے تھے اور آپ تقریباً سو (۱۰۰) کتابوں کے مصنف بن چکے تھے اور اس کے علاوہ ہندوستان کے طول و عرض میں آپ

کے فتاویٰ اور جلالتِ علمی کے ذمے بختے تھے۔ ۱۳۰۱ھ تک آپ کی تصانیف کی ایک مختصر فہرست اور سن تالیف درج کئے جاتے ہیں، (۱) ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والہدایہ ۱۲۸۵ھ (۲) حل خط الخط ۱۲۸۸ھ (۳) السعی المشکور فی ابداء الحق المنہجور ۱۲۹۰ھ (۴) معتبر الطالب فی شیون ابی طالب ۱۲۹۴ھ (۵) النیرۃ الوضیۃ شرح الجوہرۃ المضیۃ ۱۲۹۵ھ (۶) اطائب الاکسیر فی علم التفسیر ۱۲۹۷ھ (۷) نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شیء ۱۲۹۷ھ (۸) قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام ۱۲۹۷ھ (۹) اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام ۱۲۹۸ھ (۱۰) اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والال والأصحاب ۱۲۹۸ھ (۱۱) أنفس الفکر فی قربان البقر ۱۲۹۸ھ (۱۲) إقامة القيامة علی طاعن القيام لنبی تہامۃ ۱۲۹۹ھ (۱۳) ہدی الحیران فی نفی الفیء عن سید الاکوان ۱۲۹۹ھ (۱۴) منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ۱۳۰۰ھ۔

جس وقت امام احمد رضا مسندِ افتاء پر فائز ہو چکے تھے اُس وقت شرعی تھانوی کی حرکتیں

جس وقت اعلیٰ حضرت مسندِ افتاء پر فائز ہو چکے تھے اُس وقت شرعی تھانوی کی کیسی کیسی حرکتیں تھیں، ملاحظہ فرمائیے، ”ایک دفعہ مجھے کیا شرارت سُوجھی کہ برسات کا زمانہ تھا مگر ایسا کہ کبھی برس گیا کبھی کھل گیا مگر چار پائیاں باہر ہی بچھتی تھیں جب برسے لگا چار پائیاں اندر کر لیں جب کھل گیا باہر بچھالیں۔ والدہ صاحبہ کا تو انتقال ہو چکا تھا بس والد صاحب اور ہم دونوں بھائی ہی مکان میں رہتے تھے تینوں کی چار پائیاں ملی ہوئی بچھتی تھیں۔ ایک دن میں نے چپکے سے تینوں چار پائیوں کے پائے آپس میں خوب کس کے باندھ دیئے اب رات کو جو مینہ برسا شروع ہوا تو والد صاحب جدھر سے بھی گھسیٹتے ہیں تینوں کی تینوں چار پائیاں ایک ساتھ گھسیتی چلی آتی ہیں۔ رسیاں کھولتے ہیں تو کھلتی نہیں کیونکہ خوب کس کے باندھ دی گئی تھیں کاٹنا چاہا تو چاقو نہیں ملتا غرض بڑی پریشانی ہوئی اور بڑی مشکل سے پائے کھل سکے اور چار پائیاں اندر لے جانی جا سکیں۔ اس میں اتنی دیر لگی کہ خوب بھگ گئے۔ والد صاحب بڑے خفا ہوئے کہ یہ کیا ناقص حرکت تھی۔“

(الشرق المصنوع جلد اول صفحہ ۵۰۔ شرفعلی تھانوی، مولوی: الافاضات البیومیہ من الافادات القومیہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۰ ادارہ تالیفات الشرفیہ ملتان)

”حضرت والا کو نماز کا بچپن ہی سے اس قدر شوق تھا کہ بعض کھیلوں میں بھی نماز ہی کی نقل اتارتے مثلاً سب ساتھیوں کے جوتے جمع کئے اور ان کی صفیں بنائیں اور ایک جوتا صفوں کے آگے رکھ دیا اور خوش ہوئے کہ جوتے بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔“ (الشرق المصنوع جلد اول صفحہ ۵۱)

”ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد تھی سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اُس کے شامیانہ پر پھینک دیئے۔“

”ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے والد صاحب نے اُن کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا ایک مرتبہ کمریٹ سے بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے گھر کے سامنے بازار ہے میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر آ کر اُن کی دال کی رکابی میں رکھ دیا بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ نہیں کہا۔“ (الافاضات البیومیہ من الافادات القومیہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۱)

میں ایک روز پیشاب کر رہا تھا بھائی صاحب نے آ کر میرے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا ایک روز ایسا کہ بھائی پیشاب کر رہے ہیں میں نے اُن کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ (الافاضات البیومیہ من الافادات القومیہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۲)

دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے کا کتنا خیال ہے کہ ایک دوسرے کو نسل کر رہے ہیں۔ گرمی کا موسم ہوگا۔

ایک واقعہ حفظِ کلام مجید کے بعد کا یا د آیا۔ ایک نابینا حافظ تھے جن کو کلام مجید بہت پختہ یاد تھا اور اُس کا اُن کو ناز بھی تھا۔ اُن کو حضرت والا قبل بلوغ نوافل میں کلام مجید سنایا کرتے تھے۔ ایک بار رمضان شریف میں دن کو اُن سے قرآن مجید کا دور کر رہے تھے۔ حضرت والا نے دور کے وقت اُن کو متنبہ کر دیا کہ حافظ جی میں آج تم کو دھوکا دوں گا اور یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ فلاں آیت میں دھوکا دوں گا۔ حافظ جی نے کہا میاں جاؤ بھی تم مجھے کیا دھوکا دے سکتے ہو بڑے بڑے حافظ تو مجھے دھوکا دے ہی نہ سکے۔ حضرت والا جب سنانے کھڑے ہوئے اور اس آیت پر پہنچے ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ لِّكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ تو بہت تر تیل کے ساتھ پڑھا جیسا کہ رکوع کرنے کے قریب حضرت والا

کا معمول ہے اُس کے بعد اس سے آگے جب ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ الْخَبْرَ﴾ پڑھنے لگے تو لفظ اللہ کو اس طرح بڑھا کر پڑھا کہ جیسے رکوع میں جا رہے ہوں اور تکبیر یعنی ”اللہ اکبر“ کہنے والے ہوں بس حافظ جی یہ سمجھ کر رکوع میں جا رہے ہیں فوراً رکوع میں چلے گئے ادھر حضرت والا نے آگے قرأت شروع کر دی ﴿يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ﴾ اب ادھر حافظ جی تو رکوع میں پہنچے اور ادھر قرأت شروع ہو گئی فوراً حافظ جی سیدھے ہو کر کھڑے ہوئے، اس پر حضرت والا کو بے اختیار ہنسی آ گئی اور قبضہ مار کر ہنس پڑے اور ہنسی سے اس قدر مغلوب ہوئے کہ نماز تو ذکر (یاد رہے کہ قبضہ مار کر ہنسنے سے نماز خود بخود فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی دوبارہ کرنا پڑتا ہے۔ شہزاد) الگ ہو گئے۔ (الشرق المصنوع ج ۱، ص ۵۰)

یہ ہیں دیوبندیوں کے حکیم الامت، جامع المجتہدین کے تجدیدی کارنامے جن پر ان لوگوں کو ناز ہے۔ یہ مجتہد دین ہے یا مجتہد شرارت؟

کیا ایسا شخص امام احمد رضا کا ہم عصر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اکابرین دیوبند کی تکفیر اُن کی اُن کفریہ عبارات کی وجہ سے کی ہے جو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں، اور نہ ہی علمائے دیوبند نے اپنی اُن کفریہ عبارات سے توبہ کی ہے۔ اُن کفریہ عبارات میں سے چند عبارات ملاحظہ فرمائیے،

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اُس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ (شرفعلی تھانوی، مولوی: حفظ الایمان صفحہ ۱۳)

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

”دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اُس میں بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“

(قاسم نانوتوی، مولوی: تحلیف الناس دارالاشاعت کراچی)

”بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“ (قاسم نانوتوی، مولوی: تحلیف الناس دارالاشاعت کراچی)

”بلکہ اگر بعد زمانہ نبوی ابھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا

چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“ (تحدیر الناس، صفحہ ۳۴)

”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔“ (خلیل احمد ابیٹھوی، مولوی، براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

یہ ہیں علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات جن سے آج تک اُن کو رجوع کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ اُلٹا چور کو تو ال کو ڈانٹنے کے مصداق، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے اکابرین کی تکفیر کی اب اگر کسی کا دل خود ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے اور وہ خود ہی انگریزوں سے وظیفہ کھائے بیٹھا ہو تو اُس میں امام احمد رضا کا کیا قصور؟ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے اس بات کا اقرار خود دیوبندیوں کو بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے،

”اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر اُن علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔“ (مرتضیٰ حسن درہنگی، مولوی: اشاد العذاب علی مہملۃ البنجاب صفحہ ۱۳ مطبع مجتہانی حیدر دہلی)

ایک اور جگہ لکھا ہے، ”جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔“ (اشاد العذاب علی مہملۃ البنجاب صفحہ ۲)

ایک اور جگہ لکھا ہے، ”ایسے وقت میں اگر علماء سُکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اُس کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے۔“ (اشاد العذاب علی مہملۃ البنجاب صفحہ ۲)

دیوبندیوں کے امام العصر انور شاہ کشمیری (دیابندہ کے اس امام العصر نے خود اپنی کتاب ”فیض الباری شرح بخاری“ میں شانِ الوہیت میں ایسے کلمات لکھے ہیں جو کہ صریح کفر ہیں) لکھتا ہے، ”یہ دین نہیں ہے کہ

کسی مسلمان کو کافر کہا جائے اور نہ ہی یہ دین ہے کہ کسی کافر کو کافر نہ کہا جائے، اور اُس کے کفر سے چشم پوشی کی جائے۔“ (انور شاہ کشمیری، مولوی: اکفار الماحدین صفحہ ۳۶ مکتبہ المدینہ کراچی)

”جو مسلمان شخص رسول اللہ ﷺ پر (العیاذ باللہ) سب و شتم کرے، یا آپ کو جھوٹا کہے، یا آپ میں عیب نکالے، یا کسی بھی طرح آپ کی توہین و تنقیص کرے وہ کافر ہے اور اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔“ (اکفار الماحدین صفحہ ۲۱)

”یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا کسی بھی طرح اُن کی تحقیر و توہین کرے، مثلاً تحقیر کی نیت سے بصورت تصغیر اُن کا نام لے، یا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کی نبوت کو جائز کہے، ایسا شخص کافر ہے۔“ (اکفار الماحدین صفحہ ۲۱۳)

محمد یوسف بنوری نے کتاب ”اکفار الماحدین“ کا تعارف ان الفاظ میں لکھا:

”اسی لئے علمائے اُمت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعن کیوں نہ دئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف و خطر اور ”لومۃ لائم“ (ملامت کرنے والوں کی ملامت) کی پرواہ کئے بغیر جو شرعاً ”کافر“ ہے اُس پر ”کفر“ کا حکم اور فتویٰ لگائیں..... اور جو بھی فرد یا فرقہ قرآن و حدیث کی نصوص کی رو سے ”اسلام“ سے خارج ہو اُس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں، اور کسی بھی قیمت پر اُس کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک..... نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اُس کو ”کافر“ نہیں بناتے، ”کافر“ تو وہ خود اپنے اختیار سے کفر یہ عقائد یا اقوال و افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اُس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔“ (اکفار الماحدین صفحہ ۳۹)

علمائے دیوبند کی ان عبارات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ دیوبندیوں کی طرف سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام کہ انہوں نے دیوبندی اکابرین کی بلا وجہ تکفیر کی ہے، بے جا اور تعصب پر مبنی ہے۔

یہ عبارات کسی تبصرے کی محتاج نہیں کیونکہ تمام عبارات اردو میں اور اُن کا مفہوم بالکل واضح ہے جس کو ہر اردو سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور تمام اہل سنت کو صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اسی میں ہم سب کی نجات ہے۔ (آمین)

کیا امام احمد رضا نے بریلی میں تکفیر کی مشین لگا رکھی تھی؟

یہ الزام عرصہ دراز سے امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر لگایا جا رہا ہے کہ وہ ”مکفر المسلمین“ تھے، انہوں نے بریلی میں ”گنہ ساز“ مشین لگا رکھی تھی جہاں سے وہ مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ گویا اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اکابرین دیوبند کی جو تکفیر کی ہے وہ بلا وجہ کی ہے۔ علمائے اہلسنت کی طرف سے اس الزام کے متعدد بار جوابات دیئے جا چکے ہیں لیکن الزام لگانے والے بھی بڑے ذہیٹ اور بے شرم ہیں کہ بار بار جوتے کھانے کے باوجود بھی اُن کی تسلی نہیں ہوتی۔

ملا آں باشد کہ چپ نہ شود

شاید ان حضرات کو بار بار جوتے کھانے میں مزا آتا ہے۔ لیکن کوئی بات نہیں اگر انہیں جوتے کھانے میں مزا آتا ہے تو ہمیں جوتے مارنے میں مزا آتا ہے۔ چنانچہ

عبدالرزاق ملیح آبادی کی ہرزہ سرائی

عبدالرزاق ملیح آبادی نے اعلیٰ حضرت کے متعلق ”ذکر آزاد“ میں یوں ہرزہ سرائی کی ہے، ”یاد رہے مولانا احمد رضا خان صاحب اپنے اور اپنے معتقدوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابو جہل و ابولہب سے بھی بڑھ کر اکفر سمجھتے تھے۔“ (عبدالرزاق ملیح آبادی، مولوی، ذکر آزاد، صفحہ ۱۲۱)

شاید عبدالرزاق ملیح آبادی یہ بات لکھتے وقت ”تقویۃ الایمان“ کو بھول گئے تھے۔ ورنہ ”ذکر آزاد“ کے کسی صفحے پر اُس کا بھی تذکرہ کر دیتے کہ کس طرح اُن کے ممدوح اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام عالم اسلام کو ابو جہل کی طرح مشرک لکھا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے قدم تکفیر ساز کی زد سے اُن کے دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اُن کے چچا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ بھی محفوظ نہیں رہے۔

اسماعیل دہلوی مسلمانوں کی تکفیر کے شوق میں اس قدر اندھا ہو گیا تھا کہ خود بھی ”تقویۃ الایمان“ کی زد میں آ گیا، ملاحظہ فرمائیے،

اسماعیل دہلوی ”تقویۃ الایمان“ کی زد میں

”فرمایا کہ بے شک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ، پھر بھیجے گا ایک باؤ اچھی سوجان

نکال لے گی جس کے دل میں رائی کے دانہ بھرا ایمان ہوگا سورہ جاوید گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں، سو پھر جاوید گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔“ (اسماعیل دہلوی، مولوی:

تقویۃ الایمان صفحہ ۹۵ مکتبہ خلیل لاہور)

آگے لکھا ہے: ”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا، سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ ۹۶)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بقول اسماعیل دہلوی کے پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق اللہ تعالیٰ نے وہ باؤ بھیج دی جو جان نکال لے گی اُن لوگوں کی جن کے دل میں رائی کے دانہ بھرا ایمان ہوگا۔ اس طرح ایمان دار لوگ تو مر گئے اور پیچھے رہ گیا اسماعیل دہلوی۔ سچ ہے جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔

خاندان ولی اللہی کا فرد ہونا اسماعیل دہلوی کے لئے نافع نہیں

یاد رہے کہ آج کل کچھ دیوبندی حضرات یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ”دیکھو جی شاہ اسماعیل شہید تو خاندان ولی اللہی کے ایک فرد تھے اور یہ لوگ خاندان ولی اللہی کو کافر کہتے ہیں۔“ یاد رکھو دیوبندیو! کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا لیکن تھانا فرمان، جس کی وجہ سے طوفان نوح میں غرق ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے۔ اسی طرح لوط علیہ السلام کی بیوی ایک نبی کی بیوی ہونے کے باوجود کافروں کی ساتھی تھی اسی لئے وہ بھی عذاب کا شکار ہو گئی۔ یزید بیٹا تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لیکن تھا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل۔ اگر نوح علیہ السلام کا بیٹا، لوط علیہ السلام کی بیوی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید گمراہ ہو سکتے ہیں تو کیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرتبہ اُن حضرات سے زیادہ تھا کہ اُن کا پوتا اسماعیل دہلوی اپنی حرکتوں کے باوجود بھی گمراہ نہیں ہے۔ ایں چہ بواجبی است

دوسری بات یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی ہے۔ اور اُس کی توہین آمیز عبارات کو ضرور گنہ گار بتایا ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اسماعیل دہلوی کی تو بہ مشہور ہو چکی تھی۔ ہاں البتہ اعلیٰ حضرت کی ولادت سے بھی کئی سال قبل امام فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی ہے۔

حسین احمد نانڈوی کا الزام

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد نانڈوی نے اپنے گالی نامہ ”الشباب الثاقب“ میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت کو ”مُجَدِّدُ الْکُفْرِ“ لکھا ہے۔

نانڈوی صاحب اپنے قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی اور جامع المجتہدین کے تجدیدی کارنامے ملاحظہ فرماتے تو انھیں کبھی ”شباب ثاقب“ نامی گالی نامہ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

عبدالحی لکھنوی کا الزام

ابوالحسین عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

”مسار عاً فی التکفیر قد حمل لواء التکفیر و التفریق فی الدیار الہندیة

فی العصر الآخر۔“ (عبدالحی لکھنوی، مولوی: نزہۃ الخواطر جلد ۸ صفحہ ۳۹ دائرہ

معارف عثمانیہ حیدرآباد دکن)

یعنی، تکفیر میں بہت عجلت پسند ہے۔ زمانہ اخیر میں اُسی نے دیار ہند میں تکفیر اور تفریق کا علم بلند کیا۔

”تقویۃ الایمان“ مسلمانوں کو لڑانے کے لئے لکھی گئی

دیار ہند میں تکفیر اور تفریق کا علم اعلیٰ حضرت نے نہیں اسماعیل دہلوی نے بلند کیا تھا، جس نے کتاب ”تقویۃ الایمان“ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے لکھی تھی۔ چنانچہ شرفعلی تھانوی نے لکھا:

”میں (اسماعیل دہلوی) جانتا ہوں کہ اس (تقویۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً اُن اُمور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی..... اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑبھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔“ (شرفعلی تھانوی، مولوی: ارواح ثلاثہ

صفحہ ۷۶ مکتبۃ الحسن لاہور)

اسماعیل دہلوی نے ”تقویۃ الایمان“ کے ذریعے تفریق کا ایسا بیج بویا ہے کہ دو سو سال ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں میں ہر طرت انتشار کا ایسا سلسلہ جاری ہے کہ رُکنے میں نہیں آتا۔

رئیس احمد جعفری کی علمی خیانت

رئیس احمد جعفری اعلیٰ حضرت کے بارے میں یوں تمسخر کرتے ہوئے لکھا کہ ”مولانا احمد رضا بریلوی نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے خلاف ۷۲ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ دیا۔ جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا نام عبدالباری تھا اور لوگ انھیں باری میاں کہتے ہیں اگر اُن کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ انھیں اللہ میاں کہتے لہذا کافر۔“ (رئیس احمد جعفری، آزادی ہند، صفحہ ۱۸۹)

اس کے جواب میں ہم صرف یہی کہیں گے کہ اگر دیوبندیوں میں غیرت ہے تو اس بے بنیاد الزام کا ثبوت دو ورنہ لعنة اللہ علی الکاذبین کا طوق گلے میں ڈال لو۔ دراصل بندے سے شرم و حیاء رخصت ہو جائے تو اُسے اس بات کی رخصت ہے کہ وہ جو جی میں آئے کہے۔

امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابر برین دیوبند کی تکفیر اُن کی اُن کفریہ عبارات کی وجہ سے کی ہے جو آج تک اُن کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر اکابر برین دیوبند چند سو روپوں کے عوض کفریہ عبارات نہ لکھتے تو امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ خواہ مخواہ اکابر برین دیوبند کی تکفیر کرتے۔ پھر بار بار اکابر برین دیوبند کی توجہ اُن عبارات کی طرف دلائی گئی اور انھیں اُن عبارات سے رجوع کرنے کے لئے کہا گیا۔ آخر یہ عبارات آسمان سے تو اُتری ہوئی نہ تھیں کہ اُن سے رجوع نہ کیا جاسکے۔ لیکن اکابر برین دیوبند نے اپنی عبارات سے رجوع تو نہ کیا اُلٹا علمائے حق کو الزامات دینے شروع کر دیئے۔ آخر کار جب اکابر برین دیوبند کے رجوع کی کوئی صورت نہ رہی تو امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابر برین دیوبند کی تکفیر کی اور اپنے فتاویٰ کو ”حسام الحرمین“ کے نام سے مرتب کیا اور علمائے حرمین شریفین سے تصدیقات حاصل کیں۔

اب اکابر برین دیوبند کی وہ عبارات پیش کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کی تکفیر کی۔ یہ عبارات ہر اُردو خواں آسانی سے سمجھ سکتا ہے، کیونکہ تمام عبارات اُردو میں ہیں۔ مُنصف مزاج آدمی کے لئے یہ عبارات پڑھنے کے

ضروریاتِ دین میں تاویل کا حکم

”اربابِ حل و عقد علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ”ضروریاتِ دین“ میں کوئی ایسی تاویل کرنا بھی گنہگار ہے جس سے اُس کی وہ صورت باقی نہ رہے جو تواتر سے ثابت ہے، اور جواب تک ہر زمانہ کے خاص و عام مسلمان سمجھتے سمجھاتے چلے آئے ہیں، اور جس پر اُمت کا تامل رہا ہے۔“

(اکفار الملحدين صفحہ ۷۳)

ضروریاتِ دین میں ایسی تاویل کرنا جو نصِ قطعی اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہو الحاد و زندقہ ہے۔

تاویل کی قسمیں

”یاد رکھئے! تاویلیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ تاویل جو قرآن و حدیث کی کسی قطعی نص اور اجماعِ اُمت کے مخالف نہ ہو، دوسری تاویل وہ ہے جو کسی نصِ قطعی یا اجماعِ اُمت کے منافی اور مخالف ہو۔ ایسی تاویل کرنا ہی الحاد و زندقہ ہے۔“ (اکفار الملحدين، صفحہ ۱۸۴)

ضروریاتِ دین کے منکر کا حکم

ضروریاتِ دین کا منکر چاہے اہل قبلہ میں سے ہی کیوں نہ ہو اُس کی تکفیر کی جائے گی۔ مولوی محمد ادریس میرٹھی نے لکھا کہ،

”اور دونوں بزرگوں (محقق ابن امیر الحاج اور شیخ سبکی) کے نزدیک ضروریاتِ دین کا انکار یا موجباتِ گنہگار ارتکاب کرنے والا شخص قطعاً کافر ہے، اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو احکامِ شرعیہ اور عبادات پر کاربند بھی ہو، نیز یہ ثابت ہوا کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار یا موجباتِ گنہگار ارتکاب اُس کو اہل قبلہ سے خارج کر دیتا ہے، (اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ اکابرین دیوبند بشمول انور شاہ کشمیری کے جنہوں نے شانِ الوہیت یا شانِ رسالت میں نازیبا کلمات لکھے یا کہے موجباتِ گنہگار کے ارتکاب نے انہیں اہل قبلہ ہونے سے خارج کر دیا) نیز یہ کہ اہل قبلہ ہونے کے معنی ”قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے“ سمجھنا ناواقفیت کی دلیل ہے۔“ (محمد ادریس میرٹھی، مولوی: حاشیہ

اکفار الملحدين صفحہ ۱۰۷ مکتبہ لدھیانوی کراچی)

ضروریاتِ دین کے انکار میں کوئی تاویل مسموع نہیں۔ مولوی محمد ادریس میرٹھی نے لکھا کہ،

”ضروریاتِ دین کے انکار میں کوئی تاویل مسموع اور معتبر نہیں، اس لئے کہ جو تاویل قرآن، حدیث، اجماعِ اُمت، یا قیاسِ حلی کے خلاف ہو وہ قطعاً باطل ہے۔“

(حاشیہ اکفار الملحدين صفحہ ۱۲۱)

”پس ثابت ہوا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل کرنا گنہگار سے نہیں بچا سکتا۔“

(اکفار الملحدين صفحہ ۱۶۲، صفحہ ۱۸۵)

”خاتم النبیین“ کا معنی آخری نبی ہونے پر اُمت کا اجماع ہے

”خاتم النبیین“ کا یہ معنی کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اس پر اُمت کا اجماع ہے۔ انور شاہ کشمیری نے لکھا کہ،

”عہدِ نبوت سے اب تک اُمتِ محمدیہ کا ہر حاضر و غائب فرد عہدِ بعہد اس عقیدہ کو سنا، سمجھتا اور مانتا چلا آتا ہے حتیٰ کہ ہر زمانہ میں تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان رہا ہے کہ: ”خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔“ (اکفار الملحدين صفحہ ۷۵)

اب اگر کوئی شخص یہ بات کہتا ہے کہ یہ صرف عوام کا خیال ہے اہل فہم کے نزدیک ”خاتم النبیین“ کے یہ معنی درست نہیں ہیں تو ایسا شخص انور شاہ کشمیری دیوبندی کے نزدیک بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قاسم نانوتوی پر بھی تو یہی الزام ہے کہ اُس نے ”خاتم النبیین“ کا مفہوم متعین کرنے میں ایسی تاویل کی ہے کہ اُس کی وہ صورت باقی نہیں رہی جو کہ تواتر سے ثابت ہے۔ تو پھر امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر کیوں بلا وجہ تکفیر کا الزام لگایا جاتا ہے؟

”تخذیر الناس“ کی دوسری متنازعہ عبارت

قاسم نانوتوی نے ایک اور لکھا کہ،

”بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“ (تخلیۃ الناس، صفحہ ۱۸)

”تخذیر الناس“ کی تیسری متنازعہ عبارت

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز

کیا جائے۔“ (تحدیر الناس صفحہ ۳۴)

اب قادیانیوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے،

مرزائیوں کا عقیدہ

”ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے لئے بطور ظل ہوں گے..... اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں فرق نہیں آتا۔“ (مرزا شبیر الدین محمود، قادیانی: دعوت الامیر صفحہ ۲۵ مطبوعہ قادیان)

”تحدیر الناس“ کی چوتھی متنازعہ عبارت

”دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“

(تحدیر الناس صفحہ ۷)

دیوبندیوں کا ایک الزام اور اس کا جواب

دیوبندی حضرات کو اس بات کا شکوہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ”تحدیر الناس“ کی عبارات لکھتے وقت درمیان میں (۔) نہیں لکھا اور اعلیٰ حضرت نے ان عبارات کو خود ساختہ معنی پہنائے ہیں۔ چنانچہ ”تحدیر الناس“ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی کے صفحہ ۶۲ پر ”احمد رضا خان صاحب بریلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ“ کے عنوان سے بتایا گیا ہے کہ یہ عبارات مختلف جگہوں سے لی گئی ہیں۔ گویا اعلیٰ حضرت نے ”تحدیر الناس“ کی عبارات نقل کرتے ہوئے خیانت سے کام لیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ”تحدیر الناس“ کی عبارات کا خلاصہ پیش کیا ہے اس لئے ان کو مسلسل ہی لکھا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ عبارات جو ”تحدیر الناس“ میں مختلف جگہوں پر موجود ہیں ان میں سے ہر عبارت اپنی جگہ پر مستقل کفر ہے۔ اس لئے انہیں مسلسل لکھنے یا علیحدہ لکھنے سے قاسم نانوتوی کفر کے الزام سے بری نہیں ہو جاتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ”تحدیر الناس“ کی عبارات کو خود ساختہ معنی ہرگز نہیں پہنائے۔ ان عبارات کا جو مفہوم ہے وہ ان کے سیاق و سباق سے بالکل واضح ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے کوئی خیانت

نہیں کی ہے ہاں البتہ علمی خیانت دیکھنی ہو تو اپنے کھدر پوش شیخ الاسلام حسین احمد نانوتوی (جن کے بارے میں عبدالرزاق ملیح آبادی نے ”شیخ الاسلام نمبر“ میں لکھا ہے کہ، ”تم نے کبھی خدا کو بھی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اُس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصوّر بھی کر سکتے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا۔“ (عبدالرزاق ملیح آبادی، مولوی: ”شیخ الاسلام نمبر“ صفحہ ۵۹، جمعہ دہلی، صفحہ ۱۱۳ مکتبہ مدنیہ گوجرانولہ) کی کتاب ”شہاب ثاقب“ کا مطالعہ کرو جس میں آپ کے شیخ الاسلام نے فرضی کتابیں بھی گھڑ لی ہیں۔

براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت

خلیل احمد انیسٹھوی نے مولانا عبدالسمیع بیدل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ”انوار ساطعہ“ کے جواب میں ایک کتاب ”براہین قاطعہ“ لکھی جس میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ لکھا۔ اس کتاب کی تصدیق رشید احمد گنگوہی نے کی۔ موصوف نے لکھا کہ، ”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف خصوص قطیعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام خصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ (براہین قاطعہ، خلیل احمد انیسٹھوی، صفحہ ۵۵)

۱۔ اس عبارت میں حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا گیا ہے لیکن اسی علم کو شیطان اور ملک الموت کے لئے نص سے ثابت بتایا گیا ہے۔

۲۔ اس عبارت میں ایک طرف تو حضور ﷺ کے لئے علم محیط زمین کو شرک قرار دیا گیا ہے لیکن دوسری طرف جب ان کے پیشوا شیطان کی باری آئی تو یہی علم اُس کے لئے ثابت کرنا عین ایمان قرار دے دیا گیا بلکہ بقول انیسٹھوی کے اُس کے لئے قرآن میں نص بھی وارد ہے۔

۳۔ موصوف کو حضور ﷺ کے علم محیط زمین کے لئے قرآن میں ایک بھی آیت نظر نہیں آئی

لیکن جب اپنے پیشوا شیطان کی باری آئی تو اس کے علم کے لئے نص نظر آگئی۔

۴۔ ایک چیز جس کا حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہی چیز شیطان کے لئے قرآن کی نص سے ثابت ہو کیا کوئی اسماعیلی (دیوبندی حضرات اہلسنت کو امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت کی وجہ سے رضا خانی کہتے ہیں تو جواب میں ہم انہیں اسماعیل دہلوی کی نسبت سے اسماعیلی کہیں تو انہیں ناراض نہیں ہونا چاہئے) دیوبندی وہابی اس کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے؟

”حفظ الایمان“ کی کفریہ عبارت

شرعی تھانوی سے حضور ﷺ کے علم غیب کے متعلق ایک سوال پوچھا گیا جس کا موصوف نے

یہ جواب دیا:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“

(حفظ الایمان، صفحہ ۸۔ دیوبند، صفحہ ۱۳)

”اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا

بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔“ (حفظ الایمان صفحہ ۸۔ دیوبند، صفحہ ۱۴)

شرعی تھانوی نے علم غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ بعض علم غیب اور کل علم غیب۔ کل علم غیب کے بارے میں لکھا کہ کل علم غیب حضور ﷺ کے لئے نقلی اور عقلی لحاظ سے محال ہے اور بعض علم غیب کے متعلق لکھا کہ اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

یہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہے کہ ان کے علم اور جانوروں کے علم کا ایک ساتھ ذکر کیا جائے۔ بھلا پاگلوں اور جانوروں کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے کیا نسبت۔

تھانوی کے وکلاء کی فاسد تاویلیں

تھانوی کی یہ عبارت اس قدر گستاخانہ اور گھٹیا ہے کہ ان کے وکلاء نے بھی اس کا مفہوم متعین کرنے میں قلابازیاں کھائی ہیں۔ تھانوی کے ایک وکیل مرتضیٰ حسن در بھنگی سے لکھا کہ،

”عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔“

(توضیح ثبیان، صفحہ ۱۲)

دوسرے وکیل منظور نعمانی لکھتے ہیں:

”حفظ الایمان“ کی اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں

بدوں تشبیہ کے ”اتنا“ کے معنی میں ہے۔“

(منظور نعمانی، مولوی: فتح بریلوی کا دلکش نظارہ، صفحہ ۴۰)

گویا مرتضیٰ حسن در بھنگی اور منظور نعمانی کے نزدیک تھانوی کی اس عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ”اتنا“ اور ”اس قدر“ کے معنی میں ہے۔ البتہ اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ واہ کیا تاویل ہے۔ اب ان دونوں کے متعین کردہ مفہوم کو تھانوی کی ناپاک عبارت میں سمجھا جائے تو عبارت یوں ہوگی،

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت

طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد

ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے اتنا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و

مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ معاذ اللہ

تھانوی کے ان دونوں حضرات کے متعین کردہ مفہوم سے تو تھانوی کا کفر پہلے سے بھی زیادہ

واضح ہو جاتا ہے، کہ حضور ﷺ کے علم کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کے برابر قرار دے دیا۔

تھانوی کے تیسرے وکیل ٹانڈوی نے لکھا کہ،

”جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ”ایسا“ فرما رہے ہیں لفظ

”اتنا“ تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ

حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور

کیا ہے۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ”ایسا“ تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔“ (حسین

احمد، تانڈوی، مولوی شہاب ثاقب، صفحہ ۱۰۲، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند،

صفحہ ۲۴۹ ادارہ تحقیقات اہل سنت، لاہور)

تھانوی کے کفر پر مہر

مرتضیٰ حسن در بھنگی اور منظور نعمانی کے مطابق شرعی تھانوی کی عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا لیکن یہاں تو اس کے معنی ”اتنا“ اور ”اس قدر“ کے ہیں۔ اور تانڈوی کے نزدیک لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے معنی میں ہے اگر ”اتنا“ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ ان تاویلات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرتضیٰ حسن در بھنگی اور منظور نعمانی نے لفظ ”ایسا“ کا جو مفہوم متعین کیا ہے حسین احمد تانڈوی کے فتویٰ کے مطابق شرعی تھانوی کا فر اور جو مفہوم حسین احمد تانڈوی نے متعین کیا ہے مرتضیٰ حسن در بھنگی اور منظور نعمانی کے فتویٰ کے مطابق شرعی تھانوی کا فر ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پھنکار۔

”حفظ الایمان“ کی عبارت گھلی ہوئی گستاخانہ ہے اور گھلی ہوئی گستاخانہ عبارت کی تاویلیں قطعاً قابل التفات ہیں۔ ان کے انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا کہ،

”اچھا میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں: جو شخص مسیلمہ کذاب کو کافر نہ کہے اور اُس کے صاف و صریح دعویٰ نبوت اور قرآن کے مقابلہ میں کہی ہوئی ”تک بند یوں“ میں تاویلیں کرے، اُس کو آپ کیا کہیں گے؟ اسی طرح کیا ایک گھلے ہوئے بت پرست کو آپ کہیں گے کہ: ”وہ بت کو سجدہ نہیں کرتا بلکہ اُس کو دیکھتے ہی منہ کے بل گر پڑتا ہے، اس لئے وہ کافر نہیں ہے۔“ کیا یہ گھلی ہوئی زبردستی اور سینہ زوری نہیں ہے؟ جب ہم اپنی آنکھوں سے اُسے بار بار بت کے سامنے سربسجود دیکھتے ہیں تو اُس کو کیسے کافر نہ کہیں؟ اور اُس کی ”صنم پرستی“ کی تاویلیں اور تو جیہیں کیسے سنیں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا! اس قسم کی مہمل تاویلیں قطعاً قابل التفات ہیں۔“

(اکفار الملاحدین، صفحہ ۸۳)

یہ ہیں اکابرین دیوبند کی وہ کفریہ عبارات جن کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کی تکفیر کی۔ علمائے دیوبند کو ان عبارات سے توبہ کرنے کی توفیق تو نہیں ہوئی اُلٹا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الزام دیتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے اکابرین کی عبارات کو خود ساختہ معنی پہنائے۔ دیوبندی اسماعیلی مذہب کی بنیاد اسماعیل دہلوی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں لکھا کہ،

”یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اُس سے کچھ اور معنی

مراد لی لے۔“ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۲۳)

ایک مغالطہ اور اُس کا رد

یہاں ایک مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ اکابرین دیوبند نے جو عبارات اپنی کتابوں میں لکھی ہیں وہ صرف اُس زمانہ میں گمراہی کے دفعیہ اور لوگوں کی اصلاح کے لئے لکھی گئی ہیں۔ گستاخی کی نیت سے نہیں لکھی گئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے والے کی نیت اگرچہ گستاخی کی نہ بھی ہو تو بھی اُس کی تکفیر کی جائے گی۔ خود ان کے اپنے مولوی حسین احمد تانڈوی نے لکھا، ”جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر اُن سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس بحث کو بوضاحت تادمہ حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے۔“ (شہاب ثاقب، صفحہ ۵۷)

کلمہ کفر کہنے والے کے قصد و ارادہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

”کلمہ کفر کہنے والے کی تکفیر میں قصد و ارادہ کا اعتبار کرنا سراسر غلط ہے۔“

(اکفار الملاحدین، صفحہ ۱۵۸)

”حاصل یہ ہے کہ جو شخص زبان سے کوئی کلمہ کفر کہتا ہے، خواہ ہنسی مذاق کے طور پر یا کھیل تفریح کے طور پر یہ شخص سب کے نزدیک کافر ہے، اس میں اُس کی نیت یا عقیدہ کا کوئی اعتبار نہیں۔“ (اکفار الملاحدین، صفحہ ۲۲۵)

صریح کفر کے مرتکب کا حکم

جو شخص صریح کفر کا مرتکب ہو اُس کی تکفیر کی جائے گی اگرچہ وہ اہل قبلہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان

کے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا کہ،

”اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہل قبلہ کو کافر کہا جاسکتا ہے (جب کہ وہ کفر صریح کے مرتکب ہوں) اگرچہ وہ قبلہ سے منحرف نہ بھی ہوں، نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بسا اوقات قصد کفر اختیار کئے بغیر اور تبدیل مذہب کا ارادہ کئے بغیر بھی انسان کافر ہو جاتا ہے (یعنی اگرچہ انسان خود کو مسلمان سمجھتا رہے تب بھی کفر یہ قول یا فعل کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔“ (اکفار الملاحدين، صفحہ ۱۱۳)

”اس سے معلوم ہوا کہ اہل قبلہ اگر کفر یہ عقاید و اعمال یا موبہات کفر کو اختیار کریں، تو خود کو مسلمان کہنے اور سمجھنے کے باوجود بھی کافر ہو جاتے ہیں اور ان کی تکفیر واجب ہے۔“

(اکفار الملاحدين، صفحہ ۱۱۵)

”کسی مسلمان کے کافر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ قصد اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کو اختیار کرے، بلکہ کفر یہ عقائد اور اقوال و اعمال کا اختیار کر لینا ہی اسلام سے خارج اور کافر ہو جانے کے لئے کافی ہے، حدیث خوارج میں ”یمرقون“ کا لفظ خاص طور پر اس کو ظاہر کرتا ہے۔“ (اکفار الملاحدين، صفحہ ۱۴۲)

اکابرین دیوبند کی کفر یہ عبارات پر اطلاع کے بعد ان کی تکفیر فرض تھی

امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرین دیوبند کی تکفیر بلاوجہ نہیں کی بلکہ اکابرین دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر مطلع ہونے کے بعد ان پر تکفیر فرض ہو چکی تھی، چنانچہ مرتضیٰ حسن درہنگی دیوبندی کی سنیے اس نے لکھا کہ،

”اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔“ (اشد العذاب علی مہملۃ البنجاب، صفحہ ۱۳)

ایک اور جگہ لکھا کہ، ”جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔“ (اشد العذاب علی مہملۃ البنجاب، صفحہ ۲)

ایک اور جگہ لکھا کہ، ”ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس

کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے۔“ (اشد العذاب علی مہملۃ البنجاب، صفحہ ۲)

دیوبندیوں کے امام العصر انور شاہ کشمیری نے لکھا کہ،

”یہ دین نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہا جائے اور نہ ہی یہ دین ہے کہ کسی کافر کو کافر نہ کہا جائے، اور اُس کے کفر سے چشم پوشی کی جائے۔“ (اکفار الملاحدين، صفحہ ۳۶)

رسول اللہ ﷺ پر سب و شتم اور تنقیص کرنے والے کا حکم

”جو مسلمان شخص رسول اللہ ﷺ پر (العیاذ باللہ) سب و شتم کرے، یا آپ کو جھوٹا کہے، یا آپ میں عیب نکالے، یا کسی بھی طرح آپ کی توہین و تنقیص کرے وہ کافر ہے اور اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔“ (اکفار الملاحدين، صفحہ ۲۱۰)

”یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا کسی بھی طرح اُن کی تحقیر و توہین کرے، مثلاً تحقیر کی نیت سے بصورت تصغیر ان کا نام لے، یا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کی نبوت کو جائز کہے، ایسا شخص کافر ہے۔“ (اکفار الملاحدين، صفحہ ۲۱۳)

گمراہ عقیدہ والے کی تحسین کرنے والے کا حکم

”جس شخص نے کسی گمراہ عقیدہ والے شخص کے قول کی تحسین کی، یا یہ کہا کہ یہ (عام فہم کی سطح سے بلند ہے) معنوی کلام ہے (ہر شخص اس کی مراد نہیں سمجھ سکتا)، یا یہ کہا کہ اُس کلام کے صحیح معنی بھی ہو سکتے ہیں (اور اُس کی کوئی خلاف ظاہر تاویل کی) تو اگر اُس قائل کا وہ قول کفر یہ (موجب کفر) ہے تو اُس کی تحسین کرنے والا (یا اس کو صحیح کہنے والا یا تاویل کرنے والا) بھی کافر ہو جائے گا۔“ (اکفار الملاحدين، صفحہ ۲۲۳)

حاصل یہ ہے کہ اکابرین دیوبند خود ایک دوسرے کے فتویٰ کی رُو سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، تعجب یہ ہے کہ خود اُن کے اپنے فتویٰ ان کے اپنے خلاف ہیں کہ خود ہی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں اور خود ہی فتویٰ دیتے ہیں کہ ایسا کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے خود ہی اپنے بڑوں کی کفر یہ عبارت میں بے نیکی تاویلیں کرتے ہیں اور پھر خود یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایسی تاویلیں ناقابل التفات ہیں، خود ہی اپنے بڑوں کی گستاخانہ عبارت سے پرکتب کی تحسین کرتے

ہیں اور پھر خود یہ بھی لکھتے ہیں کہ کفر یہ قول کی تحسین کرنے والا بھی کافر مرتد ہو جائے گا۔

علمائے اُمت پر فرض ہے کہ وہ شرعاً کافر پر کفر کا حکم لگائیں

محمد یوسف بنوری نے کتاب ”اکفار الملحدین“ کا تعارف لکھا ہے وہ لکھتے ہیں، ”اسی لئے علمائے اُمت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف و خطر اور ”لومة لائم“ (ملامت کرنے والوں کی ملامت) کی پرواہ کئے بغیر جو شرعاً ”کافر“ ہے اُس پر ”کفر“ کا حکم اور فتویٰ لگائیں..... اور جو بھی دیا فرقہ قرآن و حدیث کی نصوص کی رو سے ”اسلام“ سے خارج ہو اُس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں، اور کسی بھی قیمت پر اُس کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک..... نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اُس کو ”کافر“ نہیں بناتے، ”کافر“ تو وہ خود اپنے اختیار سے کفر یہ عقائد یا اقوال و افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، ایک طرف دیوبندی یہ لکھتے ہیں کہ علماء حق حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اس کو کافر نہیں بناتے، کافر تو وہ خود اپنے عقائد یا اقوال یا افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اس اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں، دوسری طرف وہ تو صرف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۳۹)

کلمہ کفر اختیار کرنے والے شخص کے بارے میں یہ چند قول فیصل پیش کئے گئے۔ جس کسی کو مزید تسلی و تشفی مقصود ہو وہ دیوبندیوں کے خود ساختہ امام العصر ”انور شاہ کشمیری“ کی کتاب ”اکفار الملحدین“ کا مطالعہ کرے، حق اور باطل اس شخص پر واضح ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اعلیٰ حضرت تکفیر کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے

باقی رہی یہ بات کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بریلی میں ”کفر ساز مشین“ لگا رکھی تھی جہاں سے وہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے، تو یہ محض بے جا ہے۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکفیر کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں،

”لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہے۔ ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے

گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ فقیر غفرلہ تعالیٰ نے اس بحث کا قدرے بیان آخر رسالہ ”سبخن السبوح عن کذب عیب مقبوح“ میں کیا اور وہاں بھی با آنکہ اس امام و طاغیہ پر صرف ایک مسئلہ امکان کذب میں اٹھتر (۷۸) وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا کفر سے کفر لسان ہی کیا۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، اعلام: الکوکبة المہمہ فی تکفیرات ابی الوہاب، صفحہ ۷۰، فتاویٰ رضویہ رضافلوزلیشن، لاہور)

”حاش اللہ! حاش اللہ! ہزار ہزار بار حاش اللہ میں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ اُن کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن و جلی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، اعلام: سبخن السبوح عن کذب عیب مقبوح، صفحہ ۱۲۰، فتاویٰ رضویہ رضافلوزلیشن، لاہور)

”میرا (یعنی امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مسلک یہ ہے کہ وہ (یعنی اسماعیل دہلوی) یزید کی طرح ہے، اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے، اور خود کہیں گے نہیں۔“ (مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، افراطات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۰ حصہ اول، حامد ایڈ کمپنی، لاہور)

اعلیٰ حضرت پر عبدالحی لکھنوی کا ایک اور الزام اور اس کا جواب

ابوالحسن عبدالحی لکھنوی نے اعلیٰ حضرت کو الزام دیتے ہوئے لکھا،

”وکان لا یتامع ولا یسمع بتأویل فی کفر من لا یوافقه علی عقیدتہ

و تحقیقہ او من یدی فیہ انحرافاً عن مسلک و مسلک آبائہ۔“ (نزہۃ

نحو اطر، جلد ۸ صفحہ ۳۹)

یعنی، وہ ایسی تاویل کفر نہ سنتا ہے اور نہ سننے دیتا ہے جو اُس کے عقیدے اور تحقیق کے

خلاف ہوتی ہے یا جس میں اُس کے آبائے اُس کے مسلک سے انحراف ہوتا ہے۔

ہونا بھی یہی چاہئے کہ جو تاویل مسلک اہلسنت اور اجماع کے خلاف ہو وہ غیر معتبر ہے۔

دوسری بات یہ کہ اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگانا کہ وہ اپنی تحقیق کے خلاف کسی کی کوئی تاویل نہ سنتے

تھے، سراسر خلاف واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کی شان کے خلاف لکھی جانے والی گستاخانہ عبارت کے حق میں کی جانے والی کسی بھی تاویل کو نہیں سنتے تھے۔ اس لئے کہ، ”اس کا کیا خوف، دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خُباثت تو مغالطات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں۔ پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں، اس سے زیادہ میری ذات پر حملے کریں، میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عز وجل نے مجھے دین کی سپر (یعنی ڈھال) بنایا کہ جتنی دیوہ مجھے کوستے گالیاں دیتے، بُرا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں۔ ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا، اور نہ کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت اُن کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لئے ہے۔“ (مافوظات، صفحہ ۱۷۴، حامد اینڈ کمپنی، لاہور)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہی گواہی تیری

امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرین دیوبند کی تکفیر عشق رسول کی بناء پر کی ہے اس کا دیوبندیوں کو بھی اقرار ہے، ”میرے (یعنی شرفی تھانوی) دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔“

(”جہان“ لاہور ۲۳/۱۱/۱۹۶۲ء)

”یہ احقر (شیخ الادب دارالعلوم دیوبند مولوی اعجاز علی) یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو، جسے ہم آج تک کافر (جب خود دیوبندی اعلیٰ حضرت کو کافر کہتے ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت سے کیوں شکوہ کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری تکفیر کی ہے؟)، بدعتی، مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالم دین صاحب فکر و نظر پایا۔ آپ کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں، لہذا میں آپ کو مشورہ دوں گا اگر آپ کو کوئی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔“ (رسالہ ”النور“ شوال الحکم ۱۳۴۲ھ، صفحہ ۴۰، تہانہ بھون)

میرا بھی دیوبندیوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لینے کی بجائے اپنے شیخ الادب دارالعلوم دیوبند مولوی اعجاز علی دیوبندی کی طرح اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مطالعہ کریں اور اُن کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ کیونکہ بقول اعجاز علی دیوبندی کے اعلیٰ حضرت کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں۔

جناب شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں کہ، ”مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جرم میں بُرا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ ایک بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔“

(ماہنامہ ”ہادی“ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ، صفحہ ۲۱، دیوبند)

علمائے دیوبند کے تکفیری بم

علمائے دیوبند اعلیٰ حضرت کو تو الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے بلا وجہ اکابرین دیوبند کی تکفیر کی لیکن جب گنگوہ، انیسٹھ، نانوتہ اور تھانہ بھون کی چار دیواری میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تو اکابرین دیوبند کی تکفیر اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ عبارات لکھی ہیں۔ لیکن خود اکابرین دیوبند نے لوگوں کی تکفیر بلا وجہ کی ہے اس کے باوجود موجودہ دور کے دیوبندی خاموش ہیں۔

”ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زیدہ مجدد نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھوش پوری کیسے شخص تھے حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا ”پکا کافر تھا۔“ (عاشق الہی میرٹھی مولوی، مؤرخ تذکرۃ الرشید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، ادارہ اسلامیات، لاہور)

علمائے دیوبند کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان کے قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی نے ایک حافظ قرآن کو پکا کافر کہا ہے تو کس وجہ سے کہا ہے؟ اس کے بعد ایک واقعہ لکھا ہے جسے پڑھنے کے بعد ان لوگوں کو چلو میں پانی لینا چاہئے اور ڈوب مرنا چاہئے،

”ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلاں کیوں

نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا ”میاں صاحب ہم نے اُس سے بہتر کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اُس نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت رُوسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں“ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا ”بی تم کیوں نہیں آئیں تمہیں؟“ اُس نے کہا کہ حضرت رُوسیاہ کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے ”بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون (معاذ اللہ!) وہ تو وہی ہے“ رنڈی یہ سن کر آگ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا ”لاحول ولا قوۃ“ اگرچہ میں رُوسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔“ (تذکرۃ رشید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

ان لوگوں سے تو رنڈی اچھی نکلی کہ باوجود بدکار ہونے کے اللہ تعالیٰ کی توہین برداشت نہ کر سکی اور ایسے پیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ دیوبندیوں کے لئے ذوب مرنے کا مقام ہے لیکن یہ نرالے موجد ہیں کہ پورے عالم اسلام کو مشرک کہتے پھرتے ہیں لیکن ادھر ان کی توحید میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا بلکہ رشید احمد گنگوہی ضامن علی جلال آبادی کے بارے میں کہتا ہے کہ،

”ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔“ (تذکرۃ رشید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

شرفعی تھانوی نے لڑکیوں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام انھوں نے ”بہشتی زیور“ رکھا ہے۔ اس کتاب میں جہاں اور ”مسائل“ کا بیان ہے وہاں ”کفر اور شرک کی باتوں کا بیان“ کے عنوان کے تحت شرفعی تھانوی نے شرکیہ ناموں کی فہرست بھی لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے،

”سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش، حسین بخش، عبد القی وغیرہ نام رکھنا۔“ (شرفعی تھانوی، مولوی، بہشتی زیور حصہ اول صفحہ ۳۶ تاج کمپنی کمپنیل)

سوال: نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش، ایسے ناموں کا رکھنا کیسا ہے؟ جواب: ایسے نام موہوم شرک ہیں اُن کو بدلنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم“ (فتاویٰ رشیدیہ ”تالیفات رشیدیہ“ صفحہ ۷۸)

شرکیہ ناموں کی فہرست تو ملاحظہ فرمائی۔ اب ذرا رشید احمد گنگوہی کا پدری نسب نامہ ملاحظہ فرمائیے:

”مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی بن قاضی علی اکبر بن قاضی محمد اسلم الانصاری۔“

اور مادری نسب نامہ، ”مولانا رشید احمد صاحب بن مسماۃ کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد بن فتح محمد بن تقی محمد بن صالح محمد بن قاضی محمد کبیر الانصاری۔“

(تذکرۃ الرشید، جلد ۱، صفحہ ۱۳)

رشید احمد گنگوہی کے فتوے کے مطابق اُس کے اپنے دادا اور نانا کا نام شرکیہ ہے اور انھیں بدلنا چاہئے۔

الجھا ہے پاؤں یا رکاز زلف دراز میں لو صیاد خود اپنے دام میں آ گیا ”چوں آنکہ در آں کلمات شرکیہ مذکور اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہذا ورد آں ممنوع ہست پس تعلیم ہمانا سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صد ہا مردم بنسا و عقیدہ شرکیہ بتلا شونند و موجب ہلاکت ایشان گردد۔“ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رشیدیہ ”تالیفات رشیدیہ“ صفحہ ۱۴۶)

یعنی، چونکہ اس میں (یعنی درود تاج) الفاظ شرکیہ بھی ہیں اندیشہ عوام کے عقیدہ کی خرابی کا ہے لہذا اس کا پڑھنا ممنوع ہے۔ پس درود تاج کی تعلیم دینا اسی طرح ہے کہ عوام کو زہر قاتل دے دیا جائے کیونکہ بہت سے آدمی عقیدہ شرکیہ کے فساد میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

درود تاج حضرت علامہ ابوالحسن شازلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، لہذا گنگوہی کے فتویٰ کی

رُو سے حضرت علامہ ابوالحسن شازلی رحمۃ اللہ علیہ مشرک ٹھہرے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ان عبارات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اکابرین دیوبند کی تکفیر کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر عائد نہیں ہوتی، خود اکابرین دیوبند اس کے ذمہ دار ہیں۔ نہ اکابرین دیوبند ان گھٹیا عبارات کو اپنی کتابوں میں لکھتے اور نہ انھیں یہ دن دیکھنا پڑتا۔

برادران اہلسنت مسئلہ تکفیر کے بارے میں احقاق حق اور ابطال باطل کی نیت سے یہ چند سطور حاضر ہیں۔ سمجھ داروں کے لئے یہ چند سطور ہی کافی ہیں اور جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہیں اُن کے لئے دفتر کے دفتر بھی نا کافی ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اہلسنت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور بد مذہبوں کے غلط پروپیگنڈہ سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنت کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

کیا امام احمد رضا نے بدعات کو فروغ دیا ہے؟

کوئی دور تھا کہ علوم دینیہ میں خاندانِ دہلوی کا پورے ہندوستان میں کوئی بھی ہم پائہ نہ تھا اور یہ خاندان عقائدِ اہلسنت پر سختی سے کاربند تھا۔ اس خاندان میں شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ عبدالغنی محدث دہلوی، شاہ عبدالقادر محدث دہلوی جیسے علماء نے جنم لیا جن پر سنت کو ناز تھا۔ لیکن شومئی قسمت اسی دہلوی خاندان کے ایک فرد اسماعیل دہلوی بن شاہ عبدالغنی محدث دہلوی نے اہلسنت سے اعتزال کر کے ایک نئی راہ اختیار کی اور ہندوستان میں وہابیت کا پرچار شروع کر دیا اور ”تقویۃ الایمان“ نامی بدنام زمانہ کتاب لکھ ڈالی۔ اس کتاب میں اسماعیل دہلوی نے انبیاء اور اولیاء کی شان میں خوب گستاخیاں کیں۔ یہ کتاب دراصل بدنام زمانہ گستاخ رسول محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب ”کتاب التوحید“ کا خلاصہ تھی۔ اس کتاب میں اسماعیل دہلوی نے انبیاء اور اولیاء کو بھوں کی صف میں لا کھڑا کیا اسی وجہ سے اس کتاب کو انگریزوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کو چھپوا کر پورے ہندوستان میں مفت تقسیم کیا۔ اس کتاب کی اشاعت سے پورے ہندوستان میں ہلچل مچ گئی۔ علمائے اہلسنت میدان میں آ گئے اور ہر طرف سے اس کتاب کی تردید شروع ہو گئی۔ جن علماء نے کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی تردید کی ان میں اسماعیل دہلوی کی چچا زاد بھائی ”مولانا مخصوص اللہ دہلوی“ بھی تھے، حضرت مولانا نے ”تقویۃ الایمان“ کو ”لقویۃ الایمان“ قرار دیا۔ ۱۲۴۰ھ کو دہلی کی جامع مسجد میں مجاہد تحریک آزادی حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی سے مناظرہ کیا اور اس کو چاروں شانے چت کر دیا۔ اسماعیل دہلوی نے عقائدِ باطلہ سے توبہ کرنے کی بجائے ان کی اشاعت جاری رکھی اور بالآخر بالاکوٹ کے مقام پر پٹھانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اسماعیل دہلوی کے مرکز میں ملنے کے بعد اس کے مشن کو رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد امیٹھوی، قاسم نانوتوی اور شرف علی تھانوی نے جاری رکھا، انگریز حکومت سے ماہانہ وظائف اور قطب العالم، حجت الاسلام اور حکیم الامت جیسے خطابات حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نازک دور میں دین کی تجدید کے لئے امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو

پیدا فرمایا۔ آپ نے ان فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور علمائے حرمین شریفین سے فتاویٰ حاصل کر کے شاتمان رسول ٹولے کے فرار کے راستے مسدود کر دیئے۔ فرزند ان شیخ نجدی کو چاہئے تو یہ تھا اپنے عقائدِ باطلہ سے توبہ کرتے۔ لیکن توبہ تو ان کے نصیب میں نہ تھی ”الٹا چور کو توال کو ڈانٹے“ کا مصداق امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف ایک محاذ قائم کر لیا اور ان کو بدعتی اور بدعات کا موجد مشہور کر دیا۔ اس بات کا اندازہ حسین احمد ٹانوی کی کتاب ”الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب“ سے لگایا جاسکتا ہے جس میں حسین احمد ٹانوی نے اعلیٰ حضرت کو ۶۴۰ گالیاں دی ہیں جن میں سے چند گالیاں مجیدہ الغفر، مجدد التہلیل، دجال بریلوی، مجیدہ والد جالین، دجال الحجۃ دین، اعلیٰ درجہ کا دجال، مخرب دین، بریلوی شیطان، رزین النسب اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ جس میت کو کھدر کا کفن نہ دیا گیا ہو اس کا جنازہ نہ پڑھانے کی بدعت کے موجد خود ٹانوی صاحب ہیں۔ جھوٹے بندے کی علامت ہوتی ہے کہ جب اس کے پاس اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے دلیل نہ ہو تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے، کچھ یہی معاملہ ٹانوی کے ساتھ بھی ہے۔ (فاضل دیوبند عامر عثمانی نے ”ماہنامہ تجلی“ میں ان گالیوں کو مہذب گالیاں کہا ہے) گویا کسی کو گالیاں دینا دیوبندی تہذیب میں مہذب کام ہے۔ اگر یہ مہذب گالیاں ہیں تو ٹانوی کی غیر مہذب گالیاں کیسی ہوں گی؟

اسی طرح ابوالحسن عبدالحی لکھنوی نے اعلیٰ حضرت کے متعلق یوں لکھا ہے،

”و کان ینتصر للرمسوم والبدع الشائعة وقد آلف فیہا رسائل

مستقلة“ (ترجمہ الحولہ جلد ۸ صفحہ ۴۰)

یعنی، وہ مروجہ بدعات کے حامی تھے اور اس سلسلے میں انھوں نے کئی ایک مستقل رسائل شائع کئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس قدر شدت سے بدعات کا رد امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے آپ کے معصروں میں اس کی نظیر نہیں ملتی، ایک ایک مسئلہ میں دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ ”فتاویٰ رشیدیہ“ کی طرح نہیں کہ فلاں حرام، فلاں ناجائز اور دلیل؟ وارد۔ ذیل میں کچھ بدعات اور اعلیٰ حضرت کی طرف سے ان کا رد پیش کئے جا رہے ہیں،

سجدہ تعظیمی

اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت اور اہلسنت کو دیوبندیوں نے سب سے زیادہ بدنام کیا ہوا ہے کہ اہلسنت قبروں کو سجدے کرتے ہیں۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ایک ہمعصر خواجہ حسن نظامی نے ”مرشد کو سجدہ تعظیمی“ کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں قرآن کی دو (۲) آیات، ایک چالیس (۴۰) احادیث اور ایک سو پچاس (۱۵۰) فقہی نصوص سے اس کا رد فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں،

”مسلمان! اے مسلمان! شریعت مصطفویٰ کے تابع فرمان! یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں، اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجمالاً شرک مبین اور کفر مبین اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا مفتی، امام: نزیدۃ الزکیہ فی

تحریم سجدۃ التحیۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۲۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور) مزید فرماتے ہیں،

”مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا کہ سجدہ تحیت حرام ہے۔ خود بکری مسلم اور نہایت معتمد کتب فقہ سے ثابت کر دیا کہ سجدہ تحیت سحر کھانے سے بھی بدتر حرام ہے۔“ (نزیدۃ الزکیہ فی تحریم سجدۃ التحیۃ، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۳)

مزار کا طواف

سجدہ تعظیمی کے بعد مزار کا طواف ایسا مسئلہ ہے جس میں نجدیوں نے اہلسنت کو بدنام کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اہلسنت کے لئے قبر پرست، قبوری، قبر بچوے وغیرہ القابات استعمال کرتے ہیں اور آئے روز مسلمانوں کو مشرک کہتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف ملاحظہ فرمائیں،

”مزار کا طواف کہ بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ دینا نہ چاہئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں۔ اور بہتر بچنا، اور اس میں ادب زیادہ

ہے۔ اور آستانہ بوسی میں حرج نہیں۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا مفتی، امام: بریق شمعاریہ شمعوع

نصار، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۲۸ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

”بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے، اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا مفتی، امام: احکام شریعت حصہ سوم)

میت کے گھر دعوت

میت کے گھر دعوت کے بارے میں امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،

”سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے جائز ہے کیا؟ یہ پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا مفتی، امام: حلیٰ نصوت لنہی الدعوت امام موت فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

”اولاً: یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ ہے۔

ثانیاً: غالباً و ثانیاً کوئی یتیم اور بچہ نابالغ ہوتا ہے، یا اور ورثا موجود نہیں ہوتے، نہ ان سے اس کا اذن لیا جاتا ہے، جب تو یہ امر سخت حرام شدید متضمن ہوتا ہے۔“ (حلیٰ نصوت لنہی الدعوت امام موت، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۴)

”ثالثاً: یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں اور افعال منکرہ کرتی ہیں، مثلاً چلا کر رونا پینا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا، الی غیر ذلک۔ اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے۔ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔“ (حلیٰ نصوت لنہی الدعوت امام موت فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۵)

رابعاً: اکثر لوگوں کو اس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلے کے لئے کھانا، پان چھالیا کہاں سے لائیں اور بار بار ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔“ (حلیٰ نصوت لنہی الدعوت امام موت، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۶)

بلند آواز سے قرآن کی تلاوت

حلقہ باندھ کر سب (قرآن) پڑھیں تو ضرور احسن ہے مگر اس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں قرآن مجید میں منازعت کہ سب اپنی اپنی آواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سنیں ناجائز و حرام ہے اللہ عز وجل فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَانصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سنو اور بالکل چپ رہو اس اُمید پر کہ رحمت کئے جاؤ۔ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا مفتی، امام: السنۃ الالبیقہ فی فتاویٰ

افریقہ، صفحہ ۴۴، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

جوتا پہنے ہوئے کھانا کھانے کا حکم

کھاتے وقت جوتے اتارے جوتا پہنے کھانا اگر اس غدر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتار لے اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اور اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد یاد کرے:

من تشبه بقوم فهو منهم

جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (السنۃ الالبیقہ فی فتاویٰ

افریقہ، صفحہ ۹۲)

درو و شریف کی جگہ مہمل الفاظ لکھنا

سوال میں جو عبارت ”دلیل الاحسان“ سے نقل کی اُس میں اور خود عبارت سوال میں ”صلعم“ کی جگہ ”صلعم“ لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے یہ بلا عوام تو عوام صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی ”صلعم“ لکھتا ہے کوئی ”صللم“ کوئی فقط ”ص“ کوئی ”علیہ الصلوٰۃ والسلام“ کے بدلے ”عم“ یا ”ءم“۔ (اس بدعت کے موجد دیوبندی و بابی ہیں جس کا اندازہ اُن کی کتب کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے) ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سینڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی

کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔ (السنۃ الالبیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ۶۰)

بچے کے سر پر کسی ولی کے نام کی چوٹی رکھنا

بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اُس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اُس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر مونڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں۔ پھر میعاد گزار کر مزار پر لیجا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (السنۃ الالبیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ۸۳)

قبر پر عود و لوبان سلگانا

عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے اگرچہ کسی برتن میں ہو:

لما فيه من التفاؤل القبيح بطلوع الدخان من على القبر والعياذ بالله
یعنی، اس لئے کہ قبر کے اوپر سے دُھواں اُٹھنے میں بدفالی ہے اللہ کی پناہ۔

(السنۃ الالبیقہ فی فتاویٰ افریقہ صفحہ ۸۴)

قبر پر چراغ جلانا

”قبر پر خواہ کہیں حاجت سے زیادہ اور بے منفعت روشنی کہ لغو اسراف ہو ممنوع ہے۔ یونہی خود قبر پر چراغ رکھنا کہ سقّ قبر حق میت ہے اور اس میں اُس کی اذیت اور جوان مخدورات سے پاک ہو وہاں روشنی ممنوع نہیں۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا مفتی، امام: عرفان شریعت حصہ دوم صفحہ ۴۴ شیراز لاہور)

قبر پر نماز پڑھنا

”قبر پر نماز پڑھنا حرام۔ قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام۔ اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا حرام۔ قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت وغیرہ کرنا حرام۔“ (عرفان شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۴)

نکاح کے وقت ڈھول باجے کا حکم

باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۴۵)

تعزیه کا حکم

عرض: تعزیه میں لہو و لعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہیے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یوں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام، ”در مختار“ و ”حاشیہ علامہ طحاوی“ میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آجکل لوگ ان سے غافل ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۱۵ حصہ دوم)

”مگر جہاں نے اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صد باخرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدا میں آئیں، ازل تو نفس تعزیه میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بہ کوچہ و دشت بدشت، اشاعت غم کے لئے اُن کا گشت، اور اُن کی سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور انگلی، کوئی اُن تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی اُن مایہ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک مٹی سے مرادیں مانگتا مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، تاجے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل، اور اس طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔“ (اعالیٰ الافادۃ فی تعزیه الہندو بیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۲)

”مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں اور کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الہی کی بے تعظیسی ہے، بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولہا دولہن کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عز وجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اُسے پھینکنا نہیں چاہئے روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔“ (اعالیٰ الافادۃ فی تعزیه الہندو بیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۲۱)

”اب کہ تعزیه اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔“ (اعالیٰ الافادۃ

فی تعزیه الہندو بیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۳)

محرم کو روٹیاں لٹانا بیہودہ رسم ہے

ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداء کا جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاء و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہا ہے ہیں۔ (اعالیٰ الافادۃ فی تعزیه الہندو بیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۲)

اذان میں اضافہ کا حکم

شیعہ روافض نے اذان میں کچھ کلمات اپنی طرف سے اضافہ کر لئے ہیں اُن کے بارے میں فرماتے ہیں، ”مجھے بتوفیق اللہ عز وجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافض حال نے سنیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں اُن کے مذہب کے بھی خلاف ہیں (۱) اُن کی حدیث وفقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت محدود کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔ (۲) اُن کے نزدیک بھی اس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔ (۳) اُن کے پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجب ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں۔“ (الادلۃ الطاعنہ فی اذان المناعنہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۳)

”دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شروع میں ہی وہی اٹھارہ کلمے ہیں اور اُن پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا ہے لَعْنَتُہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اُن پر اللہ لعنت کرے۔“ (الادلۃ الطاعنہ فی اذان المناعنہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۷)

”اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمہ مذکورہ خود اُن کے مذہب میں بھی نہیں، نہ صاحب شرع اسے اس کی روایت نہ حضرات آئمہ اطہار سے اس کی اجازت، نہ اُن کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترتیب و کیفیت، بلکہ خود انہی کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ ”اَشْهَدُ اَنْ عَلِیّاً وَلِیُّ اللّٰہِ“ اور یہ زیادتیاں اس فرقہ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں۔ جو باتفاق اہلسنت و شیعہ کافر ہیں۔“ (الادلۃ الطاعنہ فی اذان المناعنہ، ص ۴۷۹)

بزرگانِ دین کی تصاویر کا حکم

”ترکِ اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہاں زینت و آرائش کے خیال سے دیواروں پر لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اُسے معظم و قابلِ احترام نہ مانا۔“ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا مفتی، امام: فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۶۴۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

”صرف ترکِ اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا، اُسے معظم دینی سمجھنا، اسے تعظیم ابوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، اُس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اُس کے لائے جانے پر قیام کرنا، اُسے دیکھ کر سر جھکانا وغیر ذلک افعال تعظیم بجالانا یہ سب اجنب اور سب قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام، سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح گھلی ہت پرستی سے ایک قدم ہی پیچھے ہے۔“ (اعطایا القدر فی حکم تصویر جلد ۲ صفحہ ۷۰)

عرض: بزرگانِ دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے؟

ارشاد: کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت مریم علیہ السلام کی تصاویر ہی تھیں کہ یہ متبرک ہیں، نا جائز فعل تھا۔ حضور اقدس نے خود دست مبارک سے انہیں دھو دیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۱۵ حصہ دوم)

مزارات پر عورتوں کی حاضری

”عورتوں کا مقابر اولیاء و مزارات عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔“ (برق المسار)

بشموع: مزار فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۳۶)

”عورتوں کو زیارتِ قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے ”لَعَنَ اللَّهُ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ“ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ مجاور مردوں کو ہونا چاہئے۔ عورت مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے اختلاط کرے یہ سخت بد ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے، نہ یوں مردوں کے ساتھ اختلاط کا جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ تنہائی بھی ہوگی، اور یہ حرام ہے۔“ (برق المسار بشموع: مزار فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۳۷)

”میں اُس رخصت کو جو ”بحر الرائق“ میں لکھی ہے نظر بحالاتِ نساء سوائے حاضریِ روضہ

انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے، مزاراتِ اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا با اتباع ”غنیۃ“ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا، خصوصاً اس طوفانِ بے تمیزی رقصِ مزامیر و سرور میں جو آج کل جہاں نے اعراسِ طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اُس کی شرکت تو میں عوامِ رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عذی خوانی بالجان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا۔“ (حمل النور فی نہی النساء عن زیارة القبور

فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۴۱)

عرض: حضورِ اجمیر میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے کہ نہیں؟

ارشاد: ”غنیۃ“ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزار پر جانا جائز ہے کہ نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اُس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۷ حصہ دوم)

ایام و با میں بکرے کی کھال دفن کرنا

ایام و با میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورہٴ یسین شریف اور با میں سورہٴ نزل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے ارد گرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اُس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

ارشاد: ”کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۶۰ حصہ سوم)

مردے کے ساتھ مٹھائی لے جانا

مردے کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا ہے؟

ارشاد: ”ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ

بھی ہو تو بھی مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں۔ قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان ج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔“ (ماہنامہ غلات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۶۴ حصہ سوم)

پیر سے پردہ اور بے پردہ بیعت کا حکم

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں؟ (۲) ایک پیر صاحب عورتوں سے بے حجاب کے حلقہ کراتے ہیں، اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں، توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں، اچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دُور سنائی دیتی ہے۔ ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟

”(۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو (۲) یہ صورت محض خلاف شرع و حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہئے۔“ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۴۰)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اعلیٰ حضرت نہ خود بدعتی تھے اور نہ ہی انھوں نے بدعات کو فروغ دیا۔ اس بات کا اعتراف دیوبندیوں کو بھی ہے، سید سلیمان ندوی نے لکھا کہ، ”اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں، حیران رہ گیا کہ یہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں، جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں، مگر آج پتا چلا کہ نہیں، ہرگز نہیں، یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکا لراور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے، اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم جناب مولانا شبلی نعمانی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ الشفیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں میں ہے۔“ (سید سلیمان ندوی، مولوی: ماہنامہ ”ندوہ“ اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۷)

شبلی نعمانی نے لکھا کہ، ”مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت تشدد ہیں، لیکن اُس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس کے سامنے پرکاش کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اس احقر نے بھی آپ کی متعدد کتابیں جن

میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی شامل ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ”الرضا“ بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور و خوض دیکھی ہیں، جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔“ (ماہنامہ ”ندوہ“ اکتوبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۱۷)

معین الدین ندوی نے لکھا کہ، ”مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم اس دور کے صاحب علم و نظر علماء مصنفین میں سے تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر اُن کی نظر وسیع اور گہری تھی۔ مولانا نے جس وقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرمائے ہیں، اُس سے اُن کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، دیانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اُن کے عالمانہ محققانہ فتاوے مخالف و موافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں۔“

(معین الدین ندوی، ادیب: ماہنامہ ”معارف“ اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۹۹ء)

مولوی محمد یوسف بنوری کے والد زکریا بنوری نے لکھا کہ،

”اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حقیقت ختم ہو جاتی۔“

برادران اہلسنت دیوبندیوں کی ان مسلمہ شخصیات کے ان تاثرات کے بعد ابو الحسن عبدالحی لکھنوی اور دیوبندیوں کے کھدر پوش شیخ الاسلام حسین احمد ٹنڈوی کی تحریروں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ افسوس تو اس بات کا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ناموں کے ساتھ اتنے بڑے بڑے القابات لگواتے ہیں اور ساری زندگی اُن کی اس کام میں گزر جاتی ہے کہ ”صرف ہم لوگ ہی حق پر ہیں باقی ہمارے علاوہ سب گمراہ ہیں۔“ اور پھر بددیانتیوں کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ کیا اہل حق کا یہی شیوہ و شعار ہے؟

امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعات کا رد اس شدت سے فرمایا ہے کہ آپ کے معصروں میں اُس کی مثال نہیں ملتی۔ احقاق حق کے لئے یہ چند اقوال پیش کئے گئے۔ دانشمندوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے، مگر جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹیاں بندھی ہوئی ہیں اُن کے لئے دلائل کے دفتر بھی نا کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اہلسنت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریر کو بھٹکے ہوؤں کے لئے نافع بنائے۔ آمین

و ما علینا الا البلاغ الحسین